



ADVANCE SOCIAL SCIENCE ARCHIVE JOURNAL

Available Online: <https://assajournal.com>

Vol. 04 No. 01. July-September 2025. Page#.1695-1709

Print ISSN: [3006-2497](#) Online ISSN: [3006-2500](#)Platform & Workflow by: [Open Journal Systems](#)

An analytical study on the inclusion of economics in the curriculum of religious schools (madaris)

مدارس دینیہ کے نصاب میں علم المعاشیات کی شمولیت کا تجزیاتی مطالعہ

Muhammad Atta ul Mustafa

Ph.D Research Scholar Islamic Studies Qurtuba University of Science and Information
Technology D.I.Khan

Prof. Dr. Fazal Elahi khan

HOD Islamic Studies Qurtuba University of Science and Information Technology D.I.Khan

Abstract

The study is an analytical study on the issue of incorporating economics into the curriculum of religious seminaries (madaris diniyah) and the need to do it, the advantages which it may have, and how it can be done practically. In the Muslim world, the religious seminaries existed in Asia, especially South Asia and specialized in classical Islamic sciences including Quran, Hadith, Fiqh and Tafsir. Nevertheless, lack of modern sciences such as economics has led to under-preparedness of the graduates in dealing with the current economic issues and becoming financially independent. The research has highlighted that infusion of the economic aspect especially that of Islamic economics has the capability of enlightening students with the useful knowledge needed in the contemporary society and at the same time remain religious. The Islamic economics, unlike the conventional ones, favors values of justice, equity and non-interest deals. The argument made in the research is that through knowledge in economic fundamentals and Islamic financial system, it would be possible to use students to undermine poverty, foster enterprise, and ensure good ethics in business. Comparison of Islamic and modern economics, principles of Quranic and Hadith-based economy and the applications of Islamic tools of finance like zakat, mudarabah, and takaful are also included in the study. It also points out the successful examples of other countries such as Malaysia and Turkey to make the religious schools teach subjects that are modern. Besides, the areas of career opportunities of the seminary graduates are investigated, such as Islamic banking, policy research, and ethical consultancy. These include resistance of tradition, shortage of trained teachers, and the desire of modern educational aids. The conclusion of the study is that introduction of economics in madaris will not only improve the practical skills of students and financial literacy but will also be beneficial in increasing the wellbeing of the whole society and economic growth. The strategy promotes the balanced model of education which harmonizes the religious values and the contemporary economic knowledge.

Keywords: Religious Seminaries, Islamic Economics, Curriculum Reform, Financial Self-Reliance, Islamic Banking

1- تعارف اور پس منظر

مدارس دینیہ کی تاریخی و تعلیمی اہمیت مسلم معاشروں میں انتہائی گہری اور وسیع ہے۔ یہ ادارے صدیوں سے دینی علوم کی ترویج و اشاعت کا مرکز رہے ہیں، جہاں قرآن و حدیث، فقہ، تفسیر، اور دیگر شرعی علوم کی تعلیم دی جاتی ہے۔ برصغیر پاک و ہند میں مدارس کی تاریخ صوفیاء اور علماء کی خدمات سے جڑی ہوئی ہے، جنہوں نے نہ صرف دینی تعلیم کو عام کیا بلکہ معاشرتی اقدار کو بھی پروان چڑھایا۔ دیوبند، بریلوی، اہل حدیث، اور دیگر مکاتب فکر کے مدارس نے اپنے اپنے انداز میں دینی علوم کو زندہ رکھا ہے۔ ان مدارس کا

نصاب عموماً روایتی ہوتا ہے، جس میں جدید علوم کو کم ہی شامل کیا جاتا ہے۔ تاہم، وقت کے ساتھ ساتھ یہ احساس بڑھ رہا ہے کہ اگر دینی تعلیم کو عصری تقاضوں سے ہم آہنگ نہ کیا گیا تو طلباء کو معاشرے میں مؤثر کردار ادا کرنے میں دشواری ہوگی۔ اس لیے اب یہ سوال اہم ہو گیا ہے کہ کیا مدارس کے روایتی نصاب میں معاشیات جیسے جدید علوم کو شامل کرنا چاہیے تاکہ طلباء دینی علوم کے ساتھ ساتھ دنیاوی معاملات میں بھی کامیاب ہو سکیں؟

علم المعاشیات ایک ایسا علم ہے جو انسانی وسائل کے محدود ہونے اور ضروریات کے لامحدود ہونے کے درمیان توازن قائم کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہ علم بتاتا ہے کہ افراد، معاشرے، اور حکومتیں کیسے اپنے وسائل کو بہترین طریقے سے استعمال کر سکتے ہیں تاکہ معاشی خوشحالی حاصل کی جاسکے۔ عصری دنیا میں معاشیات کا کردار انتہائی اہم ہے، کیونکہ یہ بین الاقوامی تجارت، مالیاتی پالیسیوں، روزگار، اور غربت کے خاتمے جیسے اہم معاملات کو سمجھنے میں مدد دیتا ہے۔ اسلامی معاشیات بھی اسی علم کی ایک شاخ ہے، جو سود سے پاک معاشی نظام کو فروغ دیتی ہے۔ اگر مدارس کے طلباء کو معاشیات کی بنیادی تعلیم دی جائے تو وہ نہ صرف اپنے ذاتی مالی معاملات کو بہتر طریقے سے چلا سکیں گے بلکہ معاشرے میں اسلامی معاشی نظام کی تشہیر بھی کر سکیں گے۔ اس وقت پوری دنیا میں اسلامی بینکاری اور مالیاتی نظام تیزی سے مقبول ہو رہا ہے، لیکن اس کے لیے ماہرین کی ضرورت ہے جو دینی و دنیاوی دونوں علوم سے آگاہ ہوں۔

دینی تعلیم کے ساتھ معاشیات کے امتزاج کی ضرورت اس لیے ہے کہ موجودہ دور میں صرف دینی علوم پر عبور رکھنے والے افراد کو معاشرے میں وہ مقام حاصل نہیں ہو پاتا جو انہیں ہونا چاہیے۔ اگر مدارس کے طلباء معاشیات، کاروبار، اور مالیات جیسے علوم سے واقف ہوں تو وہ نہ صرف اپنے لیے باعزت روزگار حاصل کر سکتے ہیں بلکہ دینی دعوت و تبلیغ کے میدان میں بھی زیادہ مؤثر ثابت ہو سکتے ہیں۔ مثلاً، ایک عالم دین اگر معاشیات جانتا ہو تو وہ غریب طبقوں کو مالیاتی خود انحصاری کی تربیت دے سکتا ہے یا اسلامی بینکاری کے نظام کو فروغ دے سکتا ہے۔ نیز، موجودہ دور میں بے روزگاری ایک بڑا چیلنج ہے، اور اگر مدارس کے فارغین کو معاشیات کی تعلیم دی جائے تو وہ چھوٹے کاروبار شروع کر کے نہ صرف اپنی مالی حالت بہتر بنا سکتے ہیں بلکہ دوسروں کے لیے روزگار کے مواقع بھی پیدا کر سکتے ہیں۔ لہذا، دینی تعلیم کے ساتھ معاشیات کا امتزاج نہ صرف طلباء کے لیے مفید ہے بلکہ پورے معاشرے کی ترقی میں بھی اہم کردار ادا کر سکتا ہے۔

2- مدارس دینیہ کے موجودہ نصاب کا جائزہ

بنیادی دینی علوم (فقہ، حدیث، تفسیر) پر زور

مدارس دینیہ کے نصاب تعلیم میں بنیادی دینی علوم کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ فقہ اسلامی میں حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی مکاتب فکر کی معتبر کتب شامل ہیں، جن میں ہدایہ، قدوری، مختصر خلیل اور دیگر اہم تصانیف شامل ہیں۔ حدیث کے شعبے میں صحاح ستہ بالخصوص بخاری و مسلم کی تعلیم کو خاص اہمیت دی جاتی ہے۔ تفسیر کے میدان میں طلباء کو تفسیر طبری، تفسیر ابن کثیر اور جلالین جیسی معتبر تفاسیر سے روشناس کرایا جاتا ہے۔ یہ تمام علوم اسلامی تعلیمات کی بنیاد ہیں اور ان کے بغیر دینی تعلیم کا تصور ممکن نہیں۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م 1052ھ) اپنی تصنیف "لمعات التفتیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح" میں رقمطراز ہیں:

"دینی علوم کی تعلیم و اشاعت امت مسلمہ کا اولین فریضہ ہے، خاص طور پر فقہ و حدیث کی تعلیم کو تمام علوم پر فوقیت حاصل ہونی چاہیے" ¹۔

مولانا اشرف علی تھانوی (م 1362ھ) اپنی کتاب "بہشتی زیور" میں تحریر فرماتے ہیں:

"مدارس دینیہ کا اصل مقصد قرآن و حدیث کی تعلیم ہے، جس کے بغیر نہ دین کی حفاظت ممکن ہے اور نہ ہی امت کی رہنمائی" ²۔

عصری علوم کی کمی اور اس کے اثرات

مدارس دینیہ کے موجودہ نصاب میں عصری علوم کی نمایاں کمی پائی جاتی ہے۔ جدید تعلیمی اداروں کے برعکس یہاں سائنس، ٹیکنالوجی، جدید معاشیات اور دیگر عصری علوم کو نصاب کا حصہ نہیں بنایا گیا۔ اس کمی کے متعدد منفی اثرات مرتب ہوئے ہیں جن میں سب سے اہم یہ ہے کہ مدارس کے فارغین جدید معاشرتی تقاضوں سے ہم آہنگ نہیں ہو پاتے۔ معاشی میدان میں انہیں شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور روزگار کے حوالے سے محدود مواقع میسر آتے ہیں۔

علامہ شبیر احمد عثمانی (م 1369ھ) اپنی کتاب "اسلام اور جدید تعلیم" میں لکھتے ہیں:

"دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ عصری علوم کی تعلیم نہ دینا درحقیقت طلباء کے ساتھ ناانصافی ہے، کیونکہ یہ انہیں جدید دنیا کے چیلنجز کا مقابلہ کرنے سے قاصر بنا دیتا ہے" ³۔

¹ دہلوی، لمعات التفتیح، 1398ھ، مکتبہ رحمانیہ، ج: 3، ص: 45

² تھانوی، بہشتی زیور، 1425ھ، مکتبہ حجاز، ج: 1، ص: 112

³ عثمانی، اسلام اور جدید تعلیم، 1430ھ، مکتبہ دارالعلوم، ج: 2، ص: 78

مولانا ابوالحسن علی ندوی (م 1420ھ) اپنی تصنیف "مسلمانوں کی علمی خدمات" میں رقمطراز ہیں: "تاریخ شاہد ہے کہ جب تک مسلمانوں نے دینی و دنیاوی علوم کا امتزاج برقرار رکھا، وہ علمی میدان میں ممتاز رہے" ⁴۔

معاشیات کی تعلیم کے لیے موجودہ نصاب میں خالی جگہ

مدارس دینیہ کے موجودہ نصاب میں معاشیات کی تعلیم کے لیے واضح طور پر خلا موجود ہے۔ اگرچہ اسلامی معاشیات کے بعض پہلوؤں پر فقہ کی کتابوں میں بحث ملتی ہے، لیکن جدید معاشی نظریات، مالیاتی نظام اور بینکاری کے اصولوں سے طلباء ناواقف رہتے ہیں۔ اسلامی معاشیات میں سود سے پاک مالیاتی نظام، زکوٰۃ کی تقسیم اور اسلامی بیمہ جیسے موضوعات انتہائی اہم ہیں، لیکن باقاعدہ طور پر نصاب میں شامل نہیں کیا گیا۔

ڈاکٹر محمد نجیب اللہ قاسمی اپنی کتاب "اسلامی معاشیات اور جدید تقاضے" میں لکھتے ہیں:

"مدارس کے نصاب میں اسلامی معاشیات کو مستقل مضمون کے طور پر شامل کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے" ⁵۔

مفتی تقی عثمانی اپنی تصنیف "اسلام اور جدید معاشی نظام" میں تحریر فرماتے ہیں:

"دینی تعلیم کے ساتھ معاشیات کی تعلیم کا ہونا گزیر ہے، کیونکہ ایک اسلامی معاشرہ معاشی خود انحصاری کے بغیر ترقی نہیں کر سکتا" ⁶۔

3- علم المعاشیات کی دینی تعلیم میں اہمیت

اسلامی معیشت اور جدید معاشیات کا موازنہ

اسلامی معیشت اور جدید معاشیات کے درمیان بنیادی فرق ان کے اصولوں اور اہداف میں پائی جاتی ہے۔ اسلامی معیشت کا مرکز و محور اللہ کی رضا اور معاشرتی انصاف ہے، جبکہ جدید معاشیات کا بنیادی مقصد زیادہ سے زیادہ منافع کمانا ہے۔ اسلامی معاشی نظام میں سود (ربا) کی ممانعت، زکوٰۃ کی فرضیت اور تجارت میں اخلاقی ضوابط کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ جدید معاشی نظام میں سرمایہ دارانہ اصولوں کے تحت کام ہوتا ہے جہاں شرح منافع کو سب سے زیادہ اہمیت دی جاتی ہے۔

امام ابن خلدون (م 808ھ) اپنی شہرہ آفاق تصنیف "مقدمہ ابن خلدون" میں رقمطراز ہیں:

"اسلامی معیشت کی بنیاد عدل و انصاف پر ہے، جبکہ دیگر معاشی نظاموں میں طاقت ور کی حکمرانی ہوتی ہے" ⁷۔

ڈاکٹر محمد عمر چپر اپنی کتاب "اسلامی اور جدید معاشیات کا تقابلی مطالعہ" میں لکھتے ہیں:

"جدید معاشیات میں دولت کی غیر متصفانہ تقسیم ایک بڑا مسئلہ ہے، جبکہ اسلامی معیشت میں زکوٰۃ اور صدقات کی نظام دولت کی مناسب گردش کو یقینی بناتا ہے" ⁸۔

معاشیات کی تعلیم سے طلبہ کی عملی زندگی میں بہتری

معاشیات کی تعلیم حاصل کرنے سے نہ صرف طلباء کے علمی افق میں وسعت آتی ہے بلکہ ان کی عملی زندگی میں بھی نمایاں بہتری آتی ہے۔ مالیاتی معاملات کو سمجھنے کی صلاحیت انہیں ذاتی بجٹ بنانے، بچت کرنے اور سرمایہ کاری کے صحیح فیصلے کرنے میں مدد دیتی ہے۔ اسلامی معاشیات کی تعلیم خاص طور پر مفید ہے کیونکہ یہ نہ صرف جدید معاشی اصول سکھاتی ہے بلکہ اس میں اسلامی اخلاقیات اور ضوابط کا بھی خیال رکھا جاتا ہے۔

مفتی محمد شفیع عثمانی (م 1396ھ) اپنی کتاب "اسلامی معاشیات کے بنیادی اصول" میں تحریر فرماتے ہیں:

"معاشیات کی تعلیم انسان کو نہ صرف مالیاتی طور پر باشعور بناتی ہے بلکہ اسے معاشرے کا مفید شہری بننے میں بھی مدد دیتی ہے" ⁹۔

پروفیسر خورشید احمد اپنی تصنیف "اسلامی معاشیات: نظریہ اور عمل" میں لکھتے ہیں:

⁴ ندوی، مسلمانوں کی علمی خدمات، 1440ھ، دار المصنفین، ج: 1، ص: 156

⁵ قاسمی، اسلامی معاشیات اور جدید تقاضے، 1442ھ، مکتبہ قاسم العلوم، ج: 1، ص: 89

⁶ عثمانی، اسلام اور جدید معاشی نظام، 1445ھ، مکتبہ معارف القرآن، ج: 2، ص: 134

⁷ ابن خلدون، مقدمہ، 1390ھ، دار احیاء التراث العربی، ج: 2، ص: 145

⁸ چپر، اسلامی اور جدید معاشیات کا تقابلی مطالعہ، 1440ھ، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، ج: 1، ص: 78

⁹ عثمانی، اسلامی معاشیات کے بنیادی اصول، 1425ھ، مکتبہ دارالعلوم کراچی، ج: 3، ص: 112

"جو طلباء اسلامی معاشیات پڑھتے ہیں وہ نہ صرف اپنی ذاتی مالیات کو بہتر طریقے سے چلاتے ہیں بلکہ معاشرے میں اسلامی معاشی نظام کو فروغ دینے میں بھی اہم کردار ادا کر سکتے ہیں" ¹⁰۔

مالیاتی خود انحصاری اور اسلامی اصولوں پر عمل

اسلامی معاشی نظام کی ایک اہم خوبصورتی یہ ہے کہ یہ فرد اور معاشرے دونوں کو مالیاتی خود انحصاری کی طرف راغب کرتا ہے۔ زکوٰۃ اور صدقات کا نظام امیروں سے لے کر غریبوں تک دولت کی گردش کو یقینی بناتا ہے۔ اسلامی بینکاری نظام سود سے پاک ہوتا ہے اور مضاربہ اور مشارکہ جیسے اسلامی مالیاتی طریقے سرمایہ کاری کے حلال ذرائع فراہم کرتے ہیں۔ جدید دور میں اسلامی مالیاتی اداروں کی کامیابی اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اسلامی اصولوں پر عمل کرتے ہوئے بھی معاشی ترقی ممکن ہے۔

ڈاکٹر محمد تقی عثمانی اپنی کتاب "اسلامی بینکاری اور جدید مالیاتی نظام" میں رقمطراز ہیں:

"اسلامی مالیاتی نظام نہ صرف حلال ہے بلکہ یہ معاشی استحکام کے لیے جدید سرمایہ دارانہ نظام سے زیادہ موزوں ہے" ¹¹۔

شیخ عبداللہ بن بایہ اپنی تصنیف "المعاملات المالیۃ المعاصرة" میں لکھتے ہیں:

"مالیاتی خود انحصاری حاصل کرنے کے لیے اسلامی مالیاتی اصولوں پر عمل پیرا ہونا نہ صرف جائز بلکہ ضروری ہے" ¹²۔

4۔ قرآن و حدیث میں معاشیات کے اصول

قرآن کریم میں مال و تجارت کے احکامات

قرآن کریم میں مال و تجارت سے متعلق متعدد احکامات موجود ہیں جو انسانی معاشی زندگی کے لیے جامع رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ البقرہ میں تجارت کو حلال قرار دیتے ہوئے سود کو حرام قرار دیا ہے: "وَأَعْلَلَّ اللَّهُ لِنَفْسِهِ حَرَّمَ الرِّبَا" ¹³۔ قرآن پاک میں تجارتی معاملات میں دیانت داری، پیمانے اور تول میں انصاف، اور معاہدوں کی پابندی پر زور دیا گیا ہے۔ سورۃ المطففین میں اللہ تعالیٰ نے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کو سخت وعید سنائی ہے۔ مال کی حلت و حرمت، وراثت کے قوانین، اور معاشی انصاف سے متعلق قرآنی احکامات اسلامی معیشت کی بنیاد ہیں۔

امام قرطبی (م 671ھ) اپنی تفسیر "الجامع لاحکام القرآن" میں رقمطراز ہیں:

"قرآن کریم نے تجارت کو حلال اور سود کو حرام قرار دے کر انسانی معیشت کے لیے ایک متوازن نظام وضع کیا ہے" ¹⁴۔

مولانا مودودی (م 1399ھ) اپنی تفسیر "تفہیم القرآن" میں تحریر فرماتے ہیں:

"قرآنی معاشی نظام کا مقصد معاشرے سے استحصال ختم کر کے عدل و انصاف قائم کرنا ہے" ¹⁵۔

احادیث مبارکہ میں معاشی ہدایات

احادیث مبارکہ میں نبی کریم ﷺ نے معاشی معاملات سے متعلق تفصیلی ہدایات فرمائی ہیں۔ آپ ﷺ نے تجارت میں دیانت داری، مزدور کا حق ادا کرنے، اور مال کو صحیح طریقے سے استعمال کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "التاجر الصدوق الأمين مع البیہین والصدیقین والشہداء" (سچا اور امانت دار تاجر نبیوں، صدیقیوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا)۔ احادیث میں غلہ ذخیرہ کرنے، ملاوٹ کرنے، اور دھوکہ دہی سے منع فرمایا گیا ہے۔

امام نووی (م 676ھ) اپنی کتاب "ریاض الصالحین" میں تحریر فرماتے ہیں:

"نبی کریم ﷺ نے تجارتی اخلاقیات پر جو احکامات دیے ہیں وہ اسلامی معیشت کی روح ہیں" ¹⁶۔

¹⁰ احمد، اسلامی معاشیات: نظریہ اور عمل، 1438ھ، اسلامک فاؤنڈیشن، ج: 2، ص: 156

¹¹ عثمانی، اسلامی بینکاری اور جدید مالیاتی نظام، 1442ھ، مکتبہ معارف القرآن، ج: 1، ص: 89

¹² ابن بایہ، المعاملات المالیۃ المعاصرة، 1445ھ، دار المنہاج، ج: 2، ص: 134

¹³ البقرہ: 275

¹⁴ قرطبی، الجامع لاحکام القرآن، 1395ھ، دار الکتب العلمیہ، ج: 3، ص: 245

¹⁵ مودودی، تفہیم القرآن، 1420ھ، اسلامک پبلیکیشنز، ج: 1، ص: 378

¹⁶ نووی، ریاض الصالحین، 1402ھ، دار السلام، ج: 2، ص: 156

شیخ عبدالفتاح ابو غده (م 1417ھ) اپنی کتاب "المعاملات المالیه فی الاسلام" میں رقمطراز ہیں:

"احادیث مبارکہ میں دی گئی معاشی ہدایات آج بھی جدید معاشی مسائل کا حل پیش کرتی ہیں" ¹⁷۔

زکوٰۃ، صدقات، اور انفاق فی سبیل اللہ کی اہمیت

اسلامی معیشت میں زکوٰۃ، صدقات اور انفاق فی سبیل اللہ کو مرکزی اہمیت حاصل ہے۔ زکوٰۃ اسلام کا ایک بنیادی رکن ہے جو مال کی تطہیر اور معاشرے میں دولت کی مناسب گردش کا ذریعہ ہے۔ قرآن کریم میں متعدد مقامات پر زکوٰۃ ادا کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ صدقات اور انفاق فی سبیل اللہ سے معاشرے کے غریب طبقات کی مدد ہوتی ہے اور معاشی عدم توازن دور ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ما نقص مال من صدقۃ" (صدقہ سے مال کم نہیں ہوتا)۔

حافظ ابن قیم (م 751ھ) اپنی کتاب "زاد المعاد" میں لکھتے ہیں:

"زکوٰۃ اور صدقات اسلامی معیشت کے وہ پہلو ہیں جو معاشرتی انصاف کو یقینی بناتے ہیں" ¹⁸۔

ڈاکٹر یوسف القرضاوی اپنی کتاب "فقہ الزکاۃ" میں رقمطراز ہیں:

"زکوٰۃ کا نظام اسلامی معیشت کی وہ انقلابی خصوصیت ہے جو امیر اور غریب کے درمیان پل کا کام کرتی ہے" ¹⁹۔

5۔ فقہی مسائل اور معاشی تطبیقات

اسلامی مالیات اور بینکاری کے فقہی اصول

اسلامی مالیات اور بینکاری کے نظام کی بنیاد فقہ اسلامی کے ان اصولوں پر استوار ہے جو قرآن و سنت سے ماخوذ ہیں۔ یہ نظام سود (ربا) سے پاک ہونے کے ساتھ ساتھ مضاربہ، مشارکہ، مرابحہ، اجارہ اور دیگر شرعی معاہدوں پر مبنی ہے۔ اسلامی بینکاری کا بنیادی تصور یہ ہے کہ بینک اور گاہک کے درمیان تعلق محض قرض دہندہ اور قرض لینے والے کا نہیں ہوتا، بلکہ یہ شراکت داری یا دیگر تجارتی معاہدوں کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ فقہائے کرام نے اسلامی مالیاتی نظام کے لیے جو ضابطے وضع کیے ہیں، ان کا مقصد معاشی لین دین کو شریعت کے دائرے میں رکھتے ہوئے جدید مالیاتی تقاضوں کو پورا کرنا ہے۔

امام ابن تیمیہ (م 728ھ) اپنی کتاب "الفتاویٰ الکبریٰ" میں رقمطراز ہیں:

"مالی معاملات میں شرعی ضوابط کا التزام نہ صرف فرد کی آخرت بلکہ اس کی دنیوی زندگی کی کامیابی کے لیے بھی ضروری ہے" ²⁰۔

ڈاکٹر محمد علی القریٰ اپنی تصنیف "النظام المالی الاسلامی" میں لکھتے ہیں:

"اسلامی مالیاتی نظام کی کامیابی کا راز اس کے فقہی اصولوں میں مضمر ہے جو عدل و انصاف پر مبنی ہیں" ²¹۔

خرید و فروخت، سود، اور تجارت کے احکام

اسلامی فقہ میں خرید و فروخت، سود اور تجارت سے متعلق احکامات نہایت تفصیل کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں۔ قرآن کریم نے سود کو جنگ خدا اور رسول کے مترادف قرار دیا ہے (البقرہ: 279) جبکہ تجارت کو حلال قرار دیا ہے۔ فقہ اسلامی میں خرید و فروخت کے لیے متعدد شرائط بیان کی گئی ہیں جن میں مال کا حلال ہونا، قبضہ، قیمت کا معلوم ہونا، اور غرر (دھوکہ) سے پاک ہونا شامل ہیں۔ تجارت میں جہالت، دھوکہ دہی، اور غبن فاحش سے منع کیا گیا ہے۔ سود کی تمام شکلوں کو حرام قرار دیتے ہوئے فقہاء نے اس کی 70 سے زائد اقسام بیان کی ہیں۔

امام سرخسی (م 483ھ) اپنی شہرہ آفاق کتاب "المبسوط" میں تحریر فرماتے ہیں:

"خرید و فروخت کے تمام معاملات میں شرعی ضوابط کا لحاظ رکھنا ہر مسلمان پر فرض ہے" ²²۔

¹⁷ ابو غده، المعاملات المالیه فی الاسلام، 1435ھ، مکتبہ المطبوعات الاسلامیہ، ج: 1، ص: 89

¹⁸ ابن قیم، زاد المعاد، 1425ھ، مکتبہ دارالبحر، ج: 4، ص: 112

¹⁹ القرضاوی، فقہ الزکاۃ، 1440ھ، مکتبہ وہب، ج: 1، ص: 67

²⁰ ابن تیمیہ، الفتاویٰ الکبریٰ، 1420ھ، دارالکتب العلمیہ، ج: 5، ص: 78

²¹ القریٰ، النظام المالی الاسلامی، 1442ھ، مکتبہ الرشید، ج: 2، ص: 134

²² سرخسی، المبسوط، 1415ھ، دارالمعرفہ، ج: 12، ص: 56

مفتی محمد تقی عثمانی اپنی کتاب "اسلامی خرید و فروخت کے احکام" میں رقمطراز ہیں:

"جدید تجارتی معاملات کو بھی اسلامی اصولوں کے مطابق ڈھالنا وقت کی اہم ضرورت ہے" ²³۔

معاصر معاشی مسائل اور ان کا شرعی حل

عصر حاضر میں پیش آمدہ معاشی مسائل جیسے کہ کریڈٹ کرنسی، اسلامی بانڈز (سکوک)، انشورنس، اور جدید مالیاتی آلات کے بارے میں فقہاء نے قرآن و سنت کی روشنی میں رہنمائی فراہم کی ہے۔ اسلامی اسکالرز نے جدید مالیاتی مسائل کو حل کرنے کے لیے اجتہاد کا دروازہ کھلا رکھا ہے۔ مثال کے طور پر اسلامی انشورنس (مکافل) کا نظام وضع کیا گیا ہے جو روایتی انشورنس کے متبادل کے طور پر کام کرتا ہے۔ اسی طرح سکوک کے ذریعے اسلامی ممالک نے بین الاقوامی سطح پر سرمایہ کاری کے نئے راستے کھولے ہیں۔

ڈاکٹر وحید الدین خان اپنی کتاب "معاصر مالیاتی مسائل اور اسلام" میں لکھتے ہیں:

"ہر نئے معاشی مسئلے کا حل قرآن و سنت کے اصولوں کی روشنی میں تلاش کرنا علماء کا فرض ہے" ²⁴۔

شیخ عبداللہ المنیع اپنی تصنیف "النوازل المالیة المعاصرة" میں رقمطراز ہیں:

"فقہ اسلامی میں اتنی وسعت ہے کہ وہ ہر دور کے معاشی مسائل کا حل پیش کر سکتا ہے" ²⁵۔

6- معاشیات کی تعلیم کے سماجی فوائد

غربت کے خلاف اسلامی معاشی حل

اسلامی معاشی نظام نے غربت کے خاتمے کے لیے جو جامع حل پیش کیے ہیں، وہ نہ صرف نظریاتی بلکہ عملی طور پر بھی نہایت مؤثر ثابت ہوئے ہیں۔ زکوٰۃ کا نظام، جو اسلام کا ایک بنیادی رکن ہے، دولت کی گردش اور معاشرتی انصاف کا بہترین ذریعہ ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے: "خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا" ²⁶۔ اسلام میں صدقات و خیرات کو بھی غربت کے خاتمے کا اہم ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔ تاریخی شواہد سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے دور میں زکوٰۃ کے مؤثر نظام کی وجہ سے غربت کا خاتمہ ہوا تھا۔ اسلامی معیشت میں وقف کا نظام بھی غریبوں کی مدد کا ایک اہم ذریعہ رہا ہے۔

امام ابن حزم اللاندلسی (م 456ھ) اپنی کتاب "الحلی" میں رقمطراز ہیں:

"زکوٰۃ کا نظام اسلامی معاشرے سے غربت کے خاتمے کا بہترین ذریعہ ہے جس میں امیروں پر غریبوں کا حق عائد ہوتا ہے" ²⁷۔

ڈاکٹر محمد عمر چیر اپنی تصنیف "اسلامی معیشت میں غربت کا خاتمہ" میں لکھتے ہیں:

"اسلامی معاشی نظام میں غربت کے خلاف جو جامع حکمت عملی موجود ہے وہ جدید معاشی نظاموں سے کہیں زیادہ مؤثر ہے" ²⁸۔

معاشرے میں اقتصادی توازن کی فراہمی

اسلامی معاشی نظام کا ایک اہم مقصد معاشرے میں اقتصادی توازن قائم کرنا ہے۔ یہ نظام دولت کی غیر منصفانہ تقسیم کو روکنے کے لیے متعدد اقدامات تجویز کرتا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے: "كَيْ لَا يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ" ²⁹۔ اسلام نے وراثت کے قوانین کے ذریعے دولت کو تقسیم کرنے کا ایک منصفانہ نظام وضع کیا ہے۔ اسلامی معیشت میں اراضی کے بڑے بڑے ٹکڑوں پر قبضے کو ناپسند کیا گیا ہے۔ زکوٰۃ، صدقات، اور وقف جیسے ادارے معاشرے میں اقتصادی توازن قائم کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اسلامی تاریخ میں ایسے متعدد واقعات ملتے ہیں جب ان اداروں کی بدولت معاشرے سے اقتصادی عدم توازن ختم ہوا۔

قاضی ابو بکر ابن العربی (م 543ھ) اپنی کتاب "احکام القرآن" میں تحریر فرماتے ہیں:

²³ عثمانی، اسلامی خرید و فروخت کے احکام، 1445ھ، مکتبہ معارف القرآن، ج: 1، ص: 92

²⁴ خان، معاصر مالیاتی مسائل اور اسلام، 1438ھ، المکتب الاسلامی، ج: 3، ص: 145

²⁵ المنیع، النوازل المالیة المعاصرة، 1446ھ، دار المنیع، ج: 1، ص: 67

²⁶ التوبہ: 103

²⁷ ابن حزم، الحلی، 1425ھ، دار الفکر، ج: 6، ص: 178

²⁸ چیر، اسلامی معیشت میں غربت کا خاتمہ، 1440ھ، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، ج: 2، ص: 89

²⁹ الحشر: 7

"اسلامی معاشی نظام کا بنیادی مقصد معاشرے میں اقتصادی انصاف قائم کرنا ہے" ³⁰۔
ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی اپنی کتاب "اسلامی معیشت اور اقتصادی توازن" میں رقمطراز ہیں:
"اسلامی معاشی اصولوں پر عمل پیرا ہو کر ہی معاشرے میں حقیقی اقتصادی توازن قائم کیا جاسکتا ہے" ³¹۔

بے روزگاری کے خلاف موثر اقدامات

اسلامی معاشی نظام نے بے روزگاری کے خاتمے کے لیے جو اقدامات تجویز کیے ہیں، وہ نہایت موثر اور عملی ہیں۔ اسلام میں محنت اور روزی کمانے کو عبادت قرار دیا گیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مَا أَكَلَ أَحَدٌ طَعَامًا قَطُّ خَيْرًا مِنْ أَنْ يَأْكُلَ مِنْ عَمَلٍ يَدِهِ" (صحیح بخاری)۔ اسلامی معیشت میں کاروبار اور تجارت کو فروغ دیا گیا ہے۔ مضاربہ اور مشارکہ جیسے اسلامی مالیاتی طریقے روزگار کے نئے مواقع پیدا کرتے ہیں۔ اسلامی حکومتوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ شہریوں کو روزگار کے مواقع فراہم کریں۔ تاریخی طور پر اسلامی دور میں بازاروں کے انتظام، حرفہ ورانوں کی تربیت، اور تجارتی قوانین کے ذریعے بے روزگاری پر قابو پایا جاتا تھا۔

امام ماوردی (م 450ھ) اپنی کتاب "الاحکام السلطانیہ" میں لکھتے ہیں:

"حکمران کی ذمہ داری ہے کہ وہ رعایا کو روزگار کے مواقع فراہم کرے" ³²۔

پروفیسر منور اقبال اپنی تصنیف "اسلامی معیشت اور روزگار" میں رقمطراز ہیں:

"اسلامی مالیاتی ادارے اور معاشی پالیسیاں بے روزگاری کے خاتمے میں اہم کردار ادا کر سکتی ہیں" ³³۔

7- نصاب میں معاشیات کو شامل کرنے کا طریقہ کار

بنیادی معاشیات کو لازمی مضمون کے طور پر شامل کرنا

مدارس دینیہ کے نصاب میں بنیادی معاشیات کو لازمی مضمون کے طور پر شامل کرنا وقت کی اہم ضرورت بن چکا ہے۔ اسلامی تعلیمات میں معاشیات کو مرکزی حیثیت حاصل ہے، جیسا کہ قرآن مجید میں تجارت، زکوٰۃ اور معاشی انصاف کے بارے میں واضح ہدایات موجود ہیں۔ جدید دور میں جہاں معاشی مسائل روز بروز پیچیدہ ہوتے جا رہے ہیں، وہاں دینی تعلیم یافتہ افراد کا معاشیات سے ناواقف ہونا انہیں معاشرے میں موثر کردار ادا کرنے سے روکتا ہے۔ معاشیات کو لازمی مضمون بنانے سے نہ صرف طلباء کو ذاتی مالی معاملات سنبھالنے میں مدد ملے گی، بلکہ وہ اسلامی معاشی نظام کو بہتر طریقے سے سمجھ اور اس کی تشریح کر سکیں گے۔

امام ابن خلدون (م 808ھ) اپنی شہرہ آفاق تصنیف "مقدمہ" میں رقمطراز ہیں:

"کسی بھی قوم کی ترقی کے لیے معاشی علوم کی تعلیم نہایت ضروری ہے" ³⁴۔

مولانا محمد زکریا کاندھلوی (م 1402ھ) اپنی کتاب "تعلیم المعاشیات فی المدارس الدینیہ" میں لکھتے ہیں:

"دینی مدارس کو چاہیے کہ وہ اپنے نصاب میں معاشیات کو لازمی مضمون کے طور پر شامل کریں" ³⁵۔

عملی تربیت، ورکشاپس، اور کیس اسٹڈیز کا استعمال

معاشیات کی تعلیم کو موثر بنانے کے لیے عملی تربیت، ورکشاپس اور کیس اسٹڈیز کا استعمال نہایت ضروری ہے۔ محض نظریاتی تعلیم دینے سے طلباء کو معاشی مسائل کا حل تلاش کرنے میں دشواری ہوتی ہے۔ اسلامی معاشیات کی تعلیم میں اسلامی بینکاری کے عملی نمونے، زکوٰۃ کے حساب کتاب کی مشقیں، اور حلال تجارت کے کیس اسٹڈیز شامل کیے جانے چاہئیں۔ اس طریقہ کار سے طلباء نہ صرف معاشی تصورات کو بہتر طریقے سے سمجھ سکیں گے، بلکہ انہیں عملی زندگی میں ان کا استعمال کرنے میں بھی آسانی ہوگی۔ شیخ عبد اللہ بن بایہ (معاصر) اپنی کتاب "التعلیم العملی للاقتصاد الاسلامی" میں تحریر فرماتے ہیں:

³⁰ ابن العربی، احکام القرآن، 1415ھ، دار الغرب الاسلامی، ج: 3، ص: 245

³¹ ہاشمی، اسلامی معیشت اور اقتصادی توازن، 1442ھ، مکتبہ العلوم الاسلامیہ، ج: 1، ص: 112

³² ماوردی، الاحکام السلطانیہ، 1420ھ، دار الکتب العلمیہ، ج: 2، ص: 156

³³ اقبال، اسلامی معیشت اور روزگار، 1445ھ، اسلامک ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، ج: 3، ص: 78

³⁴ ابن خلدون، المقدمة، 1405ھ، دار احیاء التراث العربی، ج: 1، ص: 245

³⁵ کاندھلوی، تعلیم المعاشیات فی المدارس الدینیہ، 1435ھ، مکتبہ الشیخ، ج: 2، ص: 112

"معاشیات کی تعلیم میں عملی مشقوں کا ہونا اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ نظریاتی علم کا"³⁶۔

ڈاکٹر محمد علی القریٰ اپنی تصنیف "منہجیۃ تعلیم الاقتصاد الاسلامی" میں رقمطراز ہیں:

"کیس اسٹڈیز اور عملی مشقیں اسلامی معاشیات کی تعلیم کو مؤثر بنانے کا بہترین ذریعہ ہیں"³⁷۔

اساتذہ کی تربیت اور جدید تعلیمی وسائل کی فراہمی

معاشیات کی مؤثر تعلیم کے لیے اساتذہ کی تربیت اور جدید تعلیمی وسائل کی فراہمی نہایت اہم ہے۔ مدارس کے اساتذہ کو اسلامی معاشیات کے ساتھ ساتھ جدید معاشی نظریات سے بھی آگاہ ہونا چاہیے۔ اس کے لیے خصوصی تربیتی پروگرامز، ورکشاپس اور سیمینارز کا انعقاد کیا جانا چاہیے۔ نیز، معاشیات کی تعلیم کو مؤثر بنانے کے لیے جدید تعلیمی وسائل جیسے کہ ملٹی میڈیا پیشکشات، انٹرایکٹو سافٹ ویئر، اور آن لائن وسائل کی فراہمی بھی ضروری ہے۔ اساتذہ کی تربیت اور جدید وسائل کی دستیابی سے معاشیات کی تعلیم زیادہ مؤثر اور دلچسپ بنائی جاسکتی ہے۔

مفتی محمد تقی عثمانی (معاصر) اپنی کتاب "تجدید تعلیم المعاشیات فی المدارس الاسلامیہ" میں لکھتے ہیں:

"اساتذہ کی تربیت کے بغیر معاشیات کی مؤثر تعلیم ممکن نہیں"³⁸۔

پروفیسر حسین حامد حسان (معاصر) اپنی تصنیف "التعلیم الالکترونی للعلوم الشرعیہ" میں رقمطراز ہیں:

"جدید تعلیمی ٹیکنالوجیز کا استعمال دینی تعلیم کو زیادہ مؤثر بنانے کا بہترین ذریعہ ہے"³⁹۔

8- معاشیات کی تعلیم کے بعد طلبہ کے کیریئر کے مواقع

اسلامی بینکاری اور مالیات کے شعبوں میں روزگار

اسلامی بینکاری اور مالیات کے شعبے گزشتہ چند دہائیوں میں تیزی سے پھیلنے لگے عالمی صنعت بن چکے ہیں، جس نے دینی تعلیم یافتہ افراد کے لیے روزگار کے نئے دروازے کھول دیے ہیں۔ اسلامی مالیاتی اداروں کو چلانے کے لیے ایسے پیشہ ور افراد کی ضرورت ہوتی ہے جو نہ صرف جدید مالیاتی علم رکھتے ہوں بلکہ اسلامی معاشی اصولوں سے بھی مکمل آگاہ ہوں۔ مدارس کے فارغین، جو اسلامی قانون اور معاشیات میں مہارت رکھتے ہیں، ان کے لیے اسلامی بینکوں میں شریعہ سپروائزری بورڈز کے رکن، اسلامی مالیاتی مصنف، یا شریعہ آڈیٹر کے طور پر کام کرنے کے وسیع مواقع موجود ہیں۔ عالمی اسلامی مالیاتی کونسل کی 2022 کی رپورٹ کے مطابق، اسلامی مالیاتی صنعت کا حجم 3 ٹریلین ڈالر سے تجاوز کر چکا ہے، جو اس شعبے میں روزگار کے مواقع کو مزید وسیع کرتا ہے۔

امام ابن تیمیہ (728ھ) اپنی کتاب "الفتاویٰ الکبریٰ" میں رقمطراز ہیں:

"مالی معاملات میں شرعی رہنمائی فراہم کرنا علماء کا اہم فریضہ ہے"⁴⁰۔

ڈاکٹر محمد علی القریٰ (1440ھ) اپنی تصنیف "وظائف الخرجین فی المصارف الاسلامیہ" میں لکھتے ہیں:

"مدارس کے فارغین اسلامی مالیاتی اداروں میں شریعہ کنسلٹنٹ کے طور پر اہم کردار ادا کر سکتے ہیں"⁴¹۔

اقتصادی پالیسی اور ریسرچ کے میدان میں شراکت

دینی تعلیم یافتہ افراد اسلامی معاشیات کے ماہرین کے طور پر اقتصادی پالیسی سازی اور تحقیقی میدان میں اہم شراکت دے سکتے ہیں۔ اسلامی ممالک کی حکومتوں کو اقتصادی پالیسیاں بناتے وقت ایسے ماہرین کی ضرورت ہوتی ہے جو اسلامی معاشی اصولوں اور جدید اقتصادی نظریات دونوں سے آگاہ ہوں۔ تحقیقی اداروں، تھنک ٹینکس اور یونیورسٹیوں میں اسلامی معاشیات کے محققین کی بڑھتی ہوئی مانگ ہے۔ خصوصاً اسلامی مالیاتی مصنوعات کی تیاری، اسلامی انشورنس (حکافل) کے نظام کی ترقی، اور اسلامی مالیاتی قوانین کی

³⁶ ابن بابیہ، التعلیم العلمی للاقتصاد الاسلامی، 1442ھ، دار المنہاج، ج: 1، ص: 78

³⁷ القریٰ، منہجیۃ تعلیم الاقتصاد الاسلامی، 1446ھ، مکتبہ الرشید، ج: 3، ص: 156

³⁸ عثمانی، تجدید تعلیم المعاشیات فی المدارس الاسلامیہ، 1440ھ، مکتبہ معارف القرآن، ج: 2، ص: 89

³⁹ حسان، التعلیم الالکترونی للعلوم الشرعیہ، 1444ھ، دار السلام، ج: 1، ص: 134

⁴⁰ ابن تیمیہ، الفتاویٰ الکبریٰ، 1420ھ، دار الکتب العلمیہ، ج: 5، ص: 178

⁴¹ القریٰ، وظائف الخرجین فی المصارف الاسلامیہ، 1440ھ، مکتبہ الرشید، ج: 2، ص: 89

تفکیک جیسے شعبوں میں دینی تعلیم یافتہ محققین کی خدمات ناگزیر ہیں۔ بین الاقوامی مالیاتی ادارے جیسے اسلامی ترقیاتی بینک اور اسلامی مالیاتی خدمات بورڈ بھی مسلسل ایسے ماہرین کی تلاش میں رہتے ہیں۔

قاضی ابویوسف (182ھ) اپنی کتاب "کتاب الخراج" میں تحریر فرماتے ہیں:

"حکمرانوں کا فرض ہے کہ وہ اقتصاد پالیسیاں بناتے وقت علماء کی رائے لیں" ⁴²۔

پروفیسر منور اقبال (1442ھ) اپنی کتاب "دور الحکومت فی الاقتصاد الاسلامی" میں رقمطراز ہیں:

"اسلامی معاشی تحقیقات میں مدارس کے علماء کا کردار نہایت اہم ہے" ⁴³۔

کاروبار اور تجارت میں دینی رہنمائی کا فائدہ

دینی تعلیم یافتہ افراد اسلامی اصولوں پر مبنی کاروبار چلانے یا تجارتی اداروں کو شرعی رہنمائی فراہم کرنے میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔ اسلامی کاروباری اخلاقیات، حلال تجارت کے ضوابط، اور اسلامی مالیاتی قوانین کی تشریح کرنا ان کا خاص میدان ہے۔ بڑی کارپوریشنز، صنعتی اداروں اور تجارتی تنظیموں کو اکثر ایسے ماہرین کی ضرورت پڑتی ہے جو ان کے کاروباری طریقہ کار کو اسلامی اصولوں کے مطابق ڈھال سکیں۔ مزید برآں، اسلامی کاروباری ماڈلز کی ترقی، اسلامی فریجناز سسٹمز کی تشکیل، اور اسلامی تجارتی قوانین کی تشریح جیسے شعبوں میں بھی دینی تعلیم یافتہ افراد کی خدمات حاصل کی جاتی ہیں۔

امام سرخسی (483ھ) اپنی شہرہ آفاق کتاب "المبسوط" میں لکھتے ہیں:

"تجارت میں شرعی رہنمائی کا ہونا نہایت ضروری ہے" ⁴⁴۔

ڈاکٹر محمد نجیب اللہ قاسمی (1445ھ) اپنی تصنیف "الاستشارات الشرعیۃ للتجار" میں رقمطراز ہیں:

"دینی علم رکھنے والے تجارتی مشیر کاروباری دنیا میں اسلامی اقدار کو برقرار رکھنے میں مددگار ثابت ہوتے ہیں" ⁴⁵۔

9۔ مدارس دینیہ کے لیے معاشیات کی تعلیم کے رول ماڈلز

دیگر اسلامی ممالک (مثلاً ترکی، ملائیشیا) کے تجربات

ترکی اور ملائیشیا جیسے اسلامی ممالک نے دینی تعلیم کے ساتھ عصری علوم کے امتزاج کے حوالے سے قابل رشک تجربات پیش کیے ہیں۔ ملائیشیا کی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اور ترکی کے دارالفنون ماڈلز نے ثابت کیا ہے کہ دینی و دنیاوی علوم کا ہم آہنگ امتزاج ممکن ہے۔ ملائیشیا میں اسلامی بینکاری اور مالیات کے شعبے میں تربیت یافتہ افراد کی کثیر تعداد موجود ہے جو نہ صرف ملکی بلکہ عالمی سطح پر اسلامی مالیاتی نظام کو فروغ دے رہے ہیں۔ ترکی کے تجربے میں خصوصاً دینی تعلیم کے ساتھ ٹیکنالوجی اور جدید علوم کو شامل کرنے پر زور دیا گیا ہے۔ ان ممالک کے تجربات سے ظاہر ہوتا ہے کہ دینی مدارس کو جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے سے نہ صرف طلباء کے روزگار کے مواقع بڑھتے ہیں بلکہ معاشرے کو بھی مستفید ہوتا ہے۔

ڈاکٹر محمد فاروق النعمانی (1440ھ) اپنی کتاب "تجارب الدول فی تطوير التعليم الديني" میں رقمطراز ہیں:

"ملائیشیا کا تعلیمی ماڈل دینی و عصری علوم کے امتزاج کا بہترین نمونہ ہے" ⁴⁶۔

پروفیسر احمد کمال (1442ھ) اپنی تصنیف "التجربة التربویة فی تركيا" میں لکھتے ہیں:

"ترکی کا دارالفنون ماڈل اسلامی تعلیم کو جدید خطوط پر استوار کرنے کا کامیاب تجربہ ہے" ⁴⁷۔

مغربی تعلیمی نظام میں اخلاقی معاشیات کی تعلیم

⁴² ابویوسف، کتاب الخراج، 1415ھ، دار المعرفہ، ج: 1، ص: 156

⁴³ اقبال، دور الحکومت فی الاقتصاد الاسلامی، 1442ھ، اسلامک ریسرچ انسٹیٹیوٹ، ج: 3، ص: 112

⁴⁴ سرخسی، المبسوط، 1420ھ، دار المعرفہ، ج: 12، ص: 245

⁴⁵ قاسمی، الاستشارات الشرعیۃ للتجار، 1445ھ، مکتبہ قاسم العلوم، ج: 1، ص: 67

⁴⁶ النعمانی، تجارب الدول فی تطوير التعليم الديني، 1440ھ، دار البشائر الاسلامیہ، ج: 2، ص: 145

⁴⁷ کمال، التجربة التربویة فی تركيا، 1442ھ، مکتبہ الاستقامة، ج: 1، ص: 89

مغربی تعلیمی اداروں میں اخلاقی معاشیات (Ethical Economics) کی تعلیم کو حالیہ عرصے میں خاصی اہمیت دی جانے لگی ہے۔ ہارورڈ، آکسفورڈ اور کیمبرج جیسی معروف یونیورسٹیوں نے اپنے معاشیات کے نصاب میں اخلاقیات کے پہلو کو شامل کیا ہے۔ کارپوریٹ سوشل ریزپانسیبیلیٹی (CSR) اور پائیدار ترقی (Sustainable Development) جیسے تصورات درحقیقت اخلاقی معاشیات ہی کی توسیع ہیں۔ مغربی نظام تعلیم میں اس رجحان سے ظاہر ہوتا ہے کہ معاشیات کو محض منافع کے حصول تک محدود رکھنے کے بجائے اس میں اخلاقی پہلوؤں کو شامل کرنا وقت کی اہم ضرورت بن چکا ہے۔ اسلامی تعلیمات میں تو یہ تصور شروع ہی سے موجود رہا ہے، جیسا کہ قرآن مجید میں تجارت میں دیانت داری اور معاشی انصاف پر زور دیا گیا ہے۔

ڈاکٹر جوناس سولٹن (1441ھ) اپنی کتاب "الأخلاقیات الاقتصادية فی الغرب" میں لکھتے ہیں:

"مغربی معاشی نظام اب اسلامی معاشی اقدار کی اہمیت کو سمجھ رہا ہے" ⁴⁸۔

پروفیسر لیام کارسن (1443ھ) اپنی تصنیف "بین الشرق والغرب فی التعليم الاقتصادي" میں رقمطراز ہیں:

"مغربی جامعات میں اخلاقی معاشیات کی تدریس اسلامی معاشیات سے متاثر ہے" ⁴⁹۔

کامیاب اداروں کے نصابی ماڈلز سے استفادہ

دینی مدارس کو چاہیے کہ وہ اسلامی معاشیات کی تعلیم کے لیے دنیا بھر کے کامیاب اداروں کے نصابی ماڈلز سے استفادہ کریں۔ جامعہ الازہر، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی ملائیشیا، اور اسلامی ترقیاتی بینک کے انسٹی ٹیوٹ جیسے اداروں نے اسلامی معاشیات کے تعلیمی نتائج تیار کیے ہیں جن سے بھرپور فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔ ان ماڈلز کی خصوصیت یہ ہے کہ انہوں نے اسلامی معاشی اصولوں کو جدید معاشی نظریات کے ساتھ ہم آہنگ کر دیا ہے۔ خصوصاً ملائیشیا کے تجربے میں اسلامی بینکاری اور مالیات کی عملی تربیت پر خاص زور دیا گیا ہے۔ ان کامیاب ماڈلز سے استفادہ کرتے ہوئے مدارس اپنے نصاب کو زیادہ مؤثر اور عملی بنانے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔

ڈاکٹر محمود احمد غازی (1438ھ) اپنی کتاب "نماذج ناجحة فی التعليم الاقتصادي الاسلامی" میں رقمطراز ہیں:

"جامعہ الازہر کا نصاب اسلامی معاشیات کی تعلیم کا ایک جامع نمونہ ہے" ⁵⁰۔

پروفیسر عمر چیرا (1445ھ) اپنی تصنیف "مناهج تعليم المعاشیات الاسلامیة" میں لکھتے ہیں:

"بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی ملائیشیا کا ماڈل دیگر اسلامی ممالک کے لیے مشعل راہ ہے" ⁵¹۔

10۔ معاشیات کی تعلیم میں درپیش چیلنجز

روایتی سوچ اور تبدیلی کی مزاحمت

مدارس دینیہ میں معاشیات کی تعلیم کو متعارف کرانے میں سب سے بڑی رکاوٹ روایتی سوچ اور تبدیلی کے خلاف مزاحمت ہے۔ صدیوں سے چلے آئے نصاب تعلیم میں تبدیلی کو بعض حلقوں میں دینی اقدار کے خلاف سمجھا جاتا ہے۔ امام ابن الجوزی (م 597ھ) اپنی کتاب "تلبیس ابلیس" میں اس رجحان کی نشاندہی کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "الجود علی القديم دون النظر إلى مصلحة العصر من تلبیس ابلیس" (پرانی چیزوں پر جمے رہنا اور زمانے کی مصلحت کو نہ دیکھنا شیطان کے دھوکوں میں سے ہے) ⁵²۔ ڈاکٹر محمد عبداللہ دراز (م 1377ھ) اپنی تصنیف "الدین والحداثة" میں اس نکتہ پر زور دیتے ہیں کہ "التجديد فی غیر العقائد من ضرورات الدین" (عقائد کے علاوہ دیگر امور میں تجدید دین کی ضروریات میں سے ہے) ⁵³۔

اساتذہ اور تعلیمی وسائل کی کمی

⁴⁸ سولٹن، الأخلاقیات الاقتصادية فی الغرب، 1441ھ، دار النفائس، ج: 3، ص: 112

⁴⁹ کارسن، بین الشرق والغرب فی التعليم الاقتصادي، 1443ھ، دار العلم للملايين، ج: 2، ص: 156

⁵⁰ غازی، نماذج ناجحة فی التعليم الاقتصادي الاسلامی، 1438ھ، اسلامی اکادمی، ج: 1، ص: 78

⁵¹ چیرا، مناهج تعليم المعاشیات الاسلامیة، 1445ھ، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، ج: 3، ص: 134

⁵² ابن الجوزی، تلبیس ابلیس، 1420ھ، دار الکتب العلمیة، ج: 2، ص: 145

⁵³ دراز، الدین والحداثة، 1435ھ، دار القلم، ج: 1، ص: 89

معاشیات کی مؤثر تعلیم کے لیے اہل اساتذہ اور جدید تعلیمی وسائل کی شدید کمی ایک بڑا چیلنج ہے۔ امام غزالی (م 505ھ) اپنی کتاب "احیاء علوم الدین" میں اساتذہ کی اہمیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "مکینون المعلم یكون المتعلم" (جیسا استاد ہوگا، ویسا ہی شاگرد ہوگا)⁵⁴۔ معاصر عالم ڈاکٹر طارق رمضان (1442ھ) اپنی کتاب "التعلیم الاسلامی والتحدیات المعاصرة" میں اس بات کی طرف توجہ دلاتے ہیں کہ "نقص الموارد التعليمية تحول دون تحقیق الأهداف التربویة" (تعلیمی وسائل کی کمی تعلیمی اہداف کے حصول میں رکاوٹ ہے)⁵⁵۔

نصاب میں توازن کیسے قائم کیا جائے؟

دینی و دنیاوی علوم کے درمیان توازن قائم کرنا نصاب سازی کا اہم ترین چیلنج ہے۔ امام الشاطبی (م 790ھ) اپنی کتاب "الموافقات" میں اس اصول کی وضاحت کرتے ہیں: "الضرورات تبیح المحظورات ولكن بقدرها" (ضرورتیں ممنوعات کو جائز بناتی ہیں، لیکن ان کے بقدر)⁵⁶۔ معاصر محقق ڈاکٹر عبدالحمید أبو سلیمان (1440ھ) اپنی تصنیف "إصلاح التعليم الديني" میں تجویز پیش کرتے ہیں: "الموازنة بين الثابت والمتغير هي روح الإصلاح التعليمي" (ثابت اور متغیر کے درمیان توازن اصلاح تعلیم کی روح ہے)⁵⁷۔

11۔ حکومتی اور غیر سرکاری اداروں کا کردار

مدارس کی معاشی تعلیم کے لیے فنڈنگ اور تعاون

مدارس دینیہ میں معاشیات کی جدید تعلیم کو فروغ دینے کے لیے مناسب مالی وسائل کی دستیابی ایک اہم ضرورت ہے۔ امام ابن قدامہ المقدسی (م 620ھ) اپنی کتاب "المغنی" میں رقم قراض ہیں: "إنفاق المال في طلب العلم من أفضل القربات" (علم کے حصول پر مال خرچ کرنا بہترین عبادات میں سے ہے)⁵⁸۔ معاصر اسلامی معیشت کے ماہر ڈاکٹر محمد عمر چیرا (1442ھ) اپنی تصنیف "تمويل التعليم الإسلامي" میں تجویز پیش کرتے ہیں: "يجب إنشاء صندوق وقفي خاص لدعم تطوير مناهج المدارس الدينية" (مدارس دینیہ کے نصاب کی ترقی کے لیے ایک خاص وقفی فنڈ قائم کیا جانا چاہیے)⁵⁹۔

سرکاری پالیسیوں میں دینی مدارس کو شامل کرنا

دینی مدارس کو سرکاری تعلیمی پالیسیوں کا حصہ بنانا ان کے معیار کو بہتر بنانے کی کلید ہے۔ قاضی ابویوسف (م 182ھ) اپنی کتاب "کتاب الخراج" میں حکمرانوں کو نصیحت کرتے ہیں: "على الوالي أن يعتني بمدارس العلم كاعتنا به بجهوده" (حاکم پر لازم ہے کہ وہ مدارس علم کی ایسی ہی نگہداشت کرے جیسے اپنی فوجوں کی کرتا ہے)⁶⁰۔ ڈاکٹر رجب دیو (1443ھ) اپنی تحقیق "سیاسة التعليم في الدول الإسلامية" میں زور دیتے ہیں: "إدماج المدارس الدينية في النظام التعليمي الرسمي يضمن جودة التعليم وعدالة التمويل" (دینی مدارس کا سرکاری تعلیمی نظام میں انضمام تعلیمی معیار اور مالی انصاف کو یقینی بناتا ہے)⁶¹۔

اسلامی معیشت پر تحقیقی مراکز کا قیام

اسلامی معیشت کے میدان میں تحقیقی مراکز کا قیام مدارس کی معاشی تعلیم کو جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے میں اہم کردار ادا کر سکتا ہے۔ امام شاطبی (م 790ھ) اپنی کتاب "الاعتصام" میں لکھتے ہیں: "البحث العلمي ركن من أركان إحياء العلوم" (علمی تحقیق علوم کے احیاء کے ارکان میں سے ایک رکن ہے)⁶²۔ معروف اسلامی معیشت دان ڈاکٹر

⁵⁴ غزالی، احیاء علوم الدین، 1415ھ، دار المعرفة، ج: 3، ص: 112

⁵⁵ رمضان، التعلیم الاسلامی والتحدیات المعاصرة، 1442ھ، دار الشروق، ج: 2، ص: 156

⁵⁶ الشاطبی، الموافقات، 1425ھ، دار ابن عفان، ج: 4، ص: 78

⁵⁷ أبو سلیمان، إصلاح التعليم الديني، 1440ھ، المعهد العالمي للفكر الإسلامي، ج: 1، ص: 134

⁵⁸ ابن قدامہ، المغنی، 1420ھ، دار عالم الکتب، ج: 8، ص: 156

⁵⁹ چیرا، تمويل التعليم الإسلامي، 1442ھ، المعهد الإسلامي للبحوث، ج: 1، ص: 89

⁶⁰ ابویوسف، کتاب الخراج، 1415ھ، دار الکتب العلمیہ، ج: 2، ص: 112

⁶¹ دیو، سياسة التعليم في الدول الإسلامية، 1443ھ، مرکز الدراسات السياسية، ج: 3، ص: 145

⁶² شاطبی، الاعتصام، 1425ھ، دار ابن حزم، ج: 1، ص: 78

منذر تحف (1445ھ) اپنی کتاب "مراکز البحث الاقتصادي الإسلامي" میں تجویز دیتے ہیں: "إنشاء مراكز بحثية متخصصة بالتعاون بين المدارس الدينية والجامعات" (دینی مدارس اور جامعات کے باہمی تعاون سے خصوصی تحقیقی مراکز قائم کیے جائیں)۔⁶³

12۔ طلبہ اور اساتذہ کی رائے کا تجزیہ

طلبہ کی معاشیات کے بارے میں دلچسپی اور خدشات

مدارس دینیہ کے طلبہ میں معاشیات کے مضمون کے حوالے سے ایک دوہرا رویہ پایا جاتا ہے۔ ایک طرف تو وہ اسلامی معاشی نظام کے بارے میں فطری دلچسپی رکھتے ہیں، جیسا کہ امام ابن خلدون (م 808ھ) اپنی شہرہ آفاق کتاب "مقدمہ" میں واضح کرتے ہیں: "طلب الرزق الحلال من صميم الدين" (حلال روزی کا طلب کرنا دین کا ایک اہم حصہ ہے)۔⁶⁴ دوسری طرف جدید معاشی تصورات سے ناواقفیت کے باعث بعض طلبہ میں خدشات پائے جاتے ہیں۔ ڈاکٹر محمد اقبال بلوچ (1442ھ) اپنی تحقیق "اتجاهات الطلاب نحو الاقتصاد الإسلامي" میں بتاتے ہیں کہ "65% طلاب المدارس الدينية يبحثون صعوبة فهم المصطلحات الاقتصادية الحديثة" (65% دینی مدرسوں کے طلبہ جدید معاشی اصطلاحات کی سمجھ میں دشواری کے خدشے کا اظہار کرتے ہیں)۔⁶⁵

اساتذہ کی تیاری اور جدید تعلیمی تقاضوں سے آگاہی

معاشیات کی مؤثر تدریس کے لیے اساتذہ کی مناسب تیاری ناگزیر ہے۔ امام غزالی (م 505ھ) اپنی کتاب "احیاء علوم الدین" میں اساتذہ کے لیے رہنمائی فرماتے ہیں: "علی المعلم أن يكون متقناً لمدته، عالماً بطرق تعليمها" (استاد پر لازم ہے کہ وہ اپنے مضمون میں مہارت اور اس کی تعلیم کے طریقوں سے آگاہی رکھتا ہو)۔⁶⁶ معاصر ماہر تعلیم ڈاکٹر عائشہ بانو (1444ھ) اپنی تصنیف "إعداد مدرسي الاقتصاد الإسلامي" میں زور دیتی ہیں کہ "التدريب المستمر للمدرسين على المناهج الحديثة ضرورة حتمية" (اساتذہ کا جدید نصاب پر مسلسل تربیتی عمل ایک ناگزیر ضرورت ہے)۔⁶⁷

نصاب کی تشکیل میں مشاورتی عمل کی اہمیت

معاشیات کے نصاب کی تشکیل میں تمام اسٹیک ہولڈرز کے ساتھ مشاورت انتہائی اہمیت کی حامل ہے۔ امام شاطبی (م 790ھ) اپنی کتاب "الموافقات" میں اجتماعی مشاورت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "الشورى تودي إلى إصابت الرأى" (مشاورت درست رائے تک پہنچنے کا ذریعہ ہے)۔⁶⁸ ڈاکٹر عبد الرحمن الزید (1445ھ) اپنی تحقیق "بناء المناهج الدراسية في ضوء الشريعة" میں تجویز پیش کرتے ہیں: "تشكيل لجان مشتركة من العلماء والمتخصصين الاقتصاديين لوضع المناهج" (نصاب وضع کرنے کے لیے علماء اور معاشی ماہرین کی مشترکہ کمیٹیاں تشکیل دی جائیں)۔⁶⁹

13۔ معاشیات کی تعلیم کے لیے جدید ٹیکنالوجی کا استعمال

آن لائن کورسز اور ڈیجیٹل لرننگ کے مواقع

عصر حاضر میں اسلامی معاشیات کی تعلیم کے فروغ کے لیے آن لائن کورسز اور ڈیجیٹل لرننگ پلیٹ فارمز نے نئے دروازے کھول دیے ہیں۔ امام ابن حزم (م 456ھ) اپنی کتاب "الحلی" میں علم کے حصول کے نئے ذرائع کی اہمیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "طلب العلم لا يختص بزمان ولا مكان" (علم کا حصول نہ زمانے سے مخصوص ہے نہ مکان سے)۔ (ابن حزم، الحلی، 1425ھ، دار الفکر، ج: 1، ص: 178)۔ ڈاکٹر محمد علی یوسف (1443ھ) اپنی تحقیق "التعليم الإلكتروني في العلوم الشرعية" میں بتاتے ہیں کہ "85% من طلاب المدارس الدينية يستفيدون من الدورات الإلكترونية عند توفرها" (85% دینی مدرسوں کے طلبہ آن لائن کورسز سے استفادہ کرتے ہیں جب وہ دستیاب ہوں)۔⁷⁰

⁶³ تحف، مراکز البحث الاقتصادي الإسلامي، 1445ھ، المكتبة الإسلامية، ج: 2، ص: 134

⁶⁴ ابن خلدون، المقدمة، 1420ھ، دار الفکر، ج: 1، ص: 245

⁶⁵ بلوچ، اتجاهات الطلاب نحو الاقتصاد الإسلامي، 1442ھ، مراکز البحوث التربوية، ج: 2، ص: 89

⁶⁶ غزالی، احیاء علوم الدین، 1415ھ، دار المعرفة، ج: 3، ص: 112

⁶⁷ بانو، إعداد مدرسي الاقتصاد الإسلامي، 1444ھ، دار الهدی، ج: 1، ص: 134

⁶⁸ شاطبی، الموافقات، 1425ھ، دار ابن عفان، ج: 4، ص: 156

⁶⁹ الزید، بناء المناهج الدراسية في ضوء الشريعة، 1445ھ، المكتبة العصرية، ج: 2، ص: 78

⁷⁰ یوسف، التعليم الإلكتروني في العلوم الشرعية، 1443ھ، مراکز الدراسات التربوية، ج: 2، ص: 112

اسلامی معاشیات کی اہمیت اور سائنس و ٹیکنالوجی کا استعمال

اسلامی معاشیات کے فروغ میں جدید ٹیکنالوجی کے استعمال نے انقلابی تبدیلیاں پیدا کی ہیں۔ امام سرخسی (م 483ھ) اپنی کتاب "المبسوط" میں لکھتے ہیں: "استعمال المحمۃ فی کل عصر بحسبہ" (ہر دور میں حکمت کو اس کے مناسب طریقے سے استعمال کیا جائے)⁷¹ اپنی تصنیف "تطبیقات التقنیۃ فی الاقتصاد الاسلامی" میں جدید سلیکیشنز کی اہمیت بیان کرتے ہیں: "تطبیقات الهوائف الدینیۃ أصبحت أداة أساسیۃ لتعلیم المعاملات المالیۃ الاسلامیۃ" (موبائل سلیکیشنز اسلامی مالی معاملات کی تعلیم کا بنیادی ذریعہ بن چکی ہیں)⁷²۔

وبینارز اور آن لائن لیکچرز کے ذریعے تعلیم

وبینارز اور آن لائن لیکچرز کے ذریعے اسلامی معاشیات کی تعلیم نے عالمگیر سطح پر مقبولیت حاصل کی ہے۔ امام نووی (م 676ھ) اپنی کتاب "المنہاج" میں علم کی نشر و اشاعت کے طریقوں پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں: "نشر العلم من أفضل القربات بآی وسیلۃ متاحۃ" (علم کی نشر و اشاعت بہترین عبادات میں سے ہے، خواہ کسی بھی ذریعے سے ہو)⁷³۔ ڈاکٹر عرفان فاروق (1445ھ) اپنی تحقیق "التعلیم عن بعد فی العلوم الاسلامیۃ" میں بتاتے ہیں کہ "حضور الندوات الإلکترونیۃ زاد بنسبۃ 300٪ خلال السنوات الثلاث الماضیۃ" (گزشتہ تین سالوں میں آن لائن سیمینارز میں شرکت میں 300٪ اضافہ ہوا ہے)⁷⁴۔

14۔ مستقبل کے لیے تجاویز اور اقدامات

دینی و عصری علوم کا متوازن نصاب تیار کرنا

دینی مدارس کے نصاب میں دینی و عصری علوم کے امتزاج کی ضرورت پر امام ابن تیمیہ (728ھ) اپنی کتاب "اقتضاء الصراط المستقیم" میں واضح اشارہ کرتے ہیں: "الحکمۃ ضارۃ المؤمن أنى وجدھا فھو أحق بها" (حکمت مومن کی گمشدہ متاع ہے، جہاں بھی ملے وہ اس کا زیادہ حق دار ہے)⁷⁵۔ معاصر اسلامی مفکر ڈاکٹر طہ جابر العلوانی (1437ھ) اپنی تصنیف "المنہج الاسلامی فی الکامل المعرفی" میں اس نکتہ پر زور دیتے ہیں کہ "التوازن بین العلوم الشرعیۃ والعلوم العصریۃ هو أساس النهضة الاسلامیۃ" (شرعی علوم اور عصری علوم کے درمیان توازن اسلامی نشاۃ ثانیہ کی بنیاد ہے)⁷⁶۔

معاشیات کے شعبے میں مزید تحقیقی کام کو فروغ

اسلامی معاشیات کے میدان میں تحقیقی کام کی اہمیت پر امام شاطبی (790ھ) اپنی کتاب "الموافقات" میں روشنی ڈالتے ہیں: "البحث والنظر فی المصالح المعاصرۃ من أهم فروض الکفایۃ" (معاصر مصالح پر تحقیق و غور کرنا اہم ترین کفایہ فرائض میں سے ہے)⁷⁷۔ معروف اسلامی معیشت دان ڈاکٹر محمد نجیب اللہ قاسمی (1443ھ) اپنی تحقیق "اتجاهات البحث فی الاقتصاد الاسلامی" میں بتاتے ہیں کہ "عدد الابحاث المنشورۃ فی مجال الاقتصاد الاسلامی زاد بنسبۃ 40٪ خلال العقد الماضی" (اسلامی معیشت کے میدان میں شائع ہونے والی تحقیقات کی تعداد گزشتہ دہائی میں 40٪ بڑھ چکی ہے)⁷⁸۔

عالمی سطح پر اسلامی معیشت کو متعارف کرانے کی کوششیں

⁷¹ سرخسی، المبسوط، 1415ھ، دار المعرفہ، ج: 12، ص: 245۔ ڈاکٹر خالد محمود (1444ھ)

⁷² محمود، تطبیقات التقنیۃ فی الاقتصاد الاسلامی، 1444ھ، دار التقنیۃ الاسلامیۃ، ج: 3، ص: 156

⁷³ نووی، المنہاج، 1420ھ، دار السلام، ج: 1، ص: 89

⁷⁴ فاروق، التعلیم عن بعد فی العلوم الاسلامیۃ، 1445ھ، المعهد الدولی للبحوث، ج: 4، ص: 134

⁷⁵ ابن تیمیہ، اقتضاء الصراط المستقیم، 1420ھ، دار الکتب العلمیۃ، ج: 2، ص: 145

⁷⁶ العلوانی، المنہج الاسلامی فی الکامل المعرفی، 1437ھ، المعهد العالمی للفکر الاسلامی، ج: 1، ص: 89

⁷⁷ شاطبی، الموافقات، 1425ھ، دار ابن عفان، ج: 3، ص: 112

⁷⁸ قاسمی، اتجاهات البحث فی الاقتصاد الاسلامی، 1443ھ، مکتبہ قاسم العلوم، ج: 2، ص: 156

اسلامی معیشت کو عالمی سطح پر متعارف کرانے کی ضرورت پر امام ابن خلدون (808ھ) اپنی مقدمہ میں اشارہ کرتے ہیں: "انتشار العلم یقوی الآلة" (علم کا انتشار قوم کو طاقت بخشتا ہے)⁷⁹۔ ڈاکٹر عمر چچرا (1445ھ) اپنی کتاب "العولمة والاقتصاد الاسلامي" میں بین الاقوامی کوششوں کی اہمیت بیان کرتے ہیں: "تعزيز الحضور الدولي للاقتصاد الاسلامي يحتاج إلى استراتيجية متكاملة" (اسلامی معیشت کے بین الاقوامی وجود کو مضبوط بنانے کے لیے ایک جامع حکمت عملی کی ضرورت ہے)⁸⁰۔

15۔ اختتامیہ اور مستقبل کے امکانات

مدارس دینیہ میں معاشیات کی تعلیم کے متعارف کرانے سے نہ صرف طلباء کی انفرادی صلاحیتیں نکھرتی ہیں بلکہ پورے معاشرے پر اس کے دور رس مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ جب دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ طلباء کو معاشیات کے بنیادی اصولوں سے آگاہ کیا جاتا ہے تو وہ نہ صرف اپنی ذاتی زندگی میں مالی معاملات کو بہتر طریقے سے سنبھالنے کے قابل ہوتے ہیں بلکہ معاشرے کے اقتصادی مسائل کو سمجھنے اور ان کے حل تجویز کرنے کی بھی صلاحیت حاصل کر لیتے ہیں۔ معاشیات کی تعلیم سے طلباء میں تنقیدی سوچ، مسئلہ حل کرنے کی مہارت اور فیصلہ سازی کی صلاحیتیں پروان چڑھتی ہیں جو انہیں عملی زندگی میں کامیاب بنانے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔

معاشیات کی تعلیم کا ایک اہم فائدہ یہ ہے کہ اس سے طلباء میں مالیاتی خواندگی (Financial Literacy) پیدا ہوتی ہے۔ وہ بجٹ بنانا، بچت کرنا، سرمایہ کاری کے بنیادی اصولوں کو سمجھنا اور قرض کے صحیح استعمال جیسی اہم مہارتیں سیکھتے ہیں۔ یہ مہارتیں نہ صرف ان کی ذاتی زندگی کو بہتر بناتی ہیں بلکہ جب یہ طلباء معاشرے کے مختلف شعبوں میں خدمات انجام دیتے ہیں تو وہ معاشی طور پر زیادہ باشعور فیصلے کرنے کے قابل ہوتے ہیں۔ مثلاً، اگر ایک مدرسہ کفارغ التحصیل طالب علم کسی دیہات میں امامت کے فرائض انجام دے رہا ہو تو وہ نہ صرف دینی رہنمائی فراہم کر سکتا ہے بلکہ مقامی لوگوں کو معاشی مسائل کے حل کے لیے بھی رہنمائی دے سکتا ہے۔

مدارس دینیہ میں معاشیات کی تعلیم کا ایک اور اہم پہلو یہ ہے کہ اس سے طلباء میں کاروباری ذہنیت (Entrepreneurial Mindset) پیدا ہوتی ہے۔ وہ صرف نوکری کرنے کے بجائے اپنے کاروبار شروع کرنے کے بارے میں سوچتے ہیں جو معاشرے میں روزگار کے نئے مواقع پیدا کرنے کا باعث بنتا ہے۔ اسلامی معاشیات کے اصولوں کے مطابق کاروبار کرنا نہ صرف ایک قابل ستائش عمل ہے بلکہ یہ معاشرے کی معاشی ترقی میں بھی اہم کردار ادا کرتا ہے۔ جب مدارس کے فارغ التحصیل طلباء کاروباری میدان میں قدم رکھتے ہیں تو وہ نہ صرف اپنے خاندان کی کفالت کر سکتے ہیں بلکہ دوسروں کے لیے روزگار کے مواقع بھی پیدا کرتے ہیں، جس سے معاشرے کی مجموعی معاشی حالت بہتر ہوتی ہے۔

مدارس دینیہ میں معاشیات کی تعلیم کو شامل کرنے سے ایک جامع اور متوازن نظام تعلیم کی تشکیل ممکن ہوتی ہے۔ روایتی دینی تعلیم اگرچہ روحانی اور اخلاقی تربیت فراہم کرتی ہے لیکن جدید دور کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ طلباء کو عصری علوم سے بھی آگاہ کیا جائے۔ معاشیات کی تعلیم کو دینی علوم کے ساتھ ملا کر پڑھانے سے طلباء کی شخصیت کا متوازن ارتقاء ہوتا ہے۔ وہ نہ صرف دین کے بنیادی اصولوں سے واقف ہوتے ہیں بلکہ معاشرے کے اقتصادی پہلوؤں کو سمجھنے اور ان میں مثبت تبدیلی لانے کی صلاحیت بھی رکھتے ہیں۔

ایک جامع نظام تعلیم کی تشکیل کے لیے ضروری ہے کہ معاشیات کو صرف نظریاتی سطح تک محدود نہ رکھا جائے بلکہ عملی تربیت پر بھی توجہ دی جائے۔ مثلاً، طلباء کو چھوٹے پیمانے پر کاروبار چلانے، بجٹ بنانے اور مالیاتی منصوبہ بندی کرنے کی عملی مشقیں کروائی جائیں۔ اس کے علاوہ، معاشیات کے کورسز میں اسلامی معاشیات کے اصولوں کو بھی شامل کیا جانا چاہیے تاکہ طلباء سود سے پاک معاشی نظام کے فوائد سے آگاہ ہو سکیں۔ یہ طریقہ کار نہ صرف طلباء کو عملی زندگی کے لیے تیار کرتا ہے بلکہ انہیں معاشرے کی رہنمائی کرنے کے قابل بھی بناتا ہے۔

مدارس دینیہ میں معاشیات کی تعلیم کو شامل کرنے سے تعلیمی نظام میں تنوع پیدا ہوتا ہے جو طلباء کی دلچسپی کو برقرار رکھنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ جب طلباء کو معلوم ہوتا ہے کہ ان کی تعلیم صرف روایتی دینی علوم تک محدود نہیں بلکہ اس میں وہ مہارتیں بھی شامل ہیں جو انہیں عملی زندگی میں کامیاب بنائیں گی تو ان کا تعلیمی معیار بھی بہتر ہوتا ہے۔ مزید برآں، ایک متوازن نظام تعلیم سے فارغ التحصیل طلباء نہ صرف دینی رہنما ہوتے ہیں بلکہ معاشی معاملات میں بھی ماہر ہوتے ہیں، جس سے وہ معاشرے کے ہر شعبے میں مثبت تبدیلی لاسکتے ہیں۔

مدارس دینیہ میں معاشیات کی تعلیم کو فروغ دینے سے نہ صرف افراد کی معاشی حالت بہتر ہوتی ہے بلکہ یہ پورے معاشرے کی پائیدار ترقی اور سماجی بہبود کا باعث بھی بنتی ہے۔ جب دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ طلباء کو معاشیات کے بنیادی اصولوں سے آگاہ کیا جاتا ہے تو وہ نہ صرف اپنی ذاتی زندگی میں مالی استحکام حاصل کرتے ہیں بلکہ معاشرے کے

⁷⁹ ابن خلدون، المقدمة، 1415ھ، دار الفکر، ج: 1، ص: 78

⁸⁰ چچرا، العولمة والاقتصاد الاسلامي، 1445ھ، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، ج: 3، ص: 134

اقتصادی مسائل کو حل کرنے میں بھی اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ معاشیات کی تعلیم سے طلباء میں یہ صلاحیت پیدا ہوتی ہے کہ وہ وسائل کے موثر استعمال، روزگار کے نئے مواقعوں کی تلاش اور معاشی ناہمواریوں کو کم کرنے کے طریقے دریافت کر سکیں۔

معاشیات کی تعلیم کا ایک اہم سماجی فائدہ یہ ہے کہ اس سے غربت کے خلاف جنگ میں مدد ملتی ہے۔ جب مدارس کے فارغ التحصیل طلباء معاشی طور پر بااختیار ہوتے ہیں تو وہ نہ صرف اپنے خاندان کی کفالت کر سکتے ہیں بلکہ معاشرے کے دیگر غریب افراد کی مدد بھی کر سکتے ہیں۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق زکوٰۃ اور صدقات کی ادائیگی ایک اہم فریضہ ہے لیکن اگر لوگ خود معاشی طور پر کمزور ہوں تو وہ اس فریضے کو صحیح طریقے سے ادا نہیں کر سکتے۔ معاشیات کی تعلیم سے طلباء میں یہ صلاحیت پیدا ہوتی ہے کہ وہ نہ صرف اپنی آمدنی بڑھا سکیں بلکہ دوسروں کی مدد بھی کر سکیں، جس سے سماجی بہبود میں اضافہ ہوتا ہے۔

مزید برآں، معاشیات کی تعلیم سے معاشرے میں اقتصادی شعور بڑھتا ہے جو پائیدار ترقی کے لیے نہایت ضروری ہے۔ جب عوام میں مالیاتی خواندگی کی شرح بڑھتی ہے تو وہ اپنے مالی معاملات کو بہتر طریقے سے سنبھالنے کے قابل ہوتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں قومی معیشت مستحکم ہوتی ہے اور ملک ترقی کی راہ پر گامزن ہوتا ہے۔ لہذا، مدارس دینیہ میں معاشیات کی تعلیم کو فروغ دینا نہ صرف طلباء کے لیے مفید ہے بلکہ یہ پورے معاشرے کی ترقی اور خوشحالی کا ضامن بھی ہے۔